شیعہ مذہب

دین و دانش کی کسوٹی پر

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

دار الاشاعت
مقابل مولوی مسافر خانہ ○ اردو بازار ○ کراچی نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیعہ مذہب

دین و دانش کی کسوٹی پر

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

جس میں شیعوں کے عقیدے تحریف قرآن، عقیدہ بداء، اور بغض صحابہؓ اور تقیہ کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ جو شخص شیعی مذہب رکھتا ہو اسکا قرآن پر ایمان نہیں ہو سکتا، نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ حضرات ائمہ اہل بیتؓ کے اکابر اہل سنت سے بہت اچھے روابط اور باہمی تعلیم و تلمذ کے تعلقات تھے، آخر میں اہل تشیع کو خیر خواہانہ طور پر دعوت دی ہے کہ اپنے بارے میں غور کریں کہ وہ جس دین پر ہیں کیا وہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے اور کیا آخرت میں شیعوں کا دین ذریعہ نجات بن سکتا ہے؟

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱

نام کتاب —— شیعہ مذہب دین و دانش کی کسوٹی پر

تالیف —— مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

باہتمام —— خلیل اشرف عثمانی، دارالاشاعت۔ اردو بازار کراچی

طباعت —— سنہ ۱۴۱۱ھ

کتابت —— محمد یونس شہزاد

مصحح —— انوارالحق قاسمی

تعداد ——

ملنے کے پتے

دارالاشاعت اردو بازار، کراچی نمبر ۱

مکتبہ دارالعلوم۔ کورنگی ۔ کراچی نمبر ۱۴

ادارۃ المعارف کورنگی ۔ کراچی نمبر ۱۴

ادارۂ اسلامیات نمبر ۱۹۰ انارکلی لاہور نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ المھدیین المرضیین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

اما بعد! یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں احقر نے شیعہ مذہب کے اصولی عقائد کا تعارف کرایا ہے۔ ان کا عقیدہ تحریف قرآن، عقیدہ بدا، تقیہ، بغض صحابہؓ اور بعض دیگر امور توضیح کے ساتھ سپرد قلم کئے ہیں۔ حضرات ائمہ اہل بیت اور حضرت اکابر اہل سنت رضی اللہ عنہم کے جو آپس میں روابط اور تعلقات تھے اور جو ان کی قرابت داری تھی اسکو بھی واضح کیا ہے، اور بتایا ہے کہ شیعوں کے مذہب میں حق ظاہر کرنا باعث ذلت ہے اور ان کے نزدیک حق چھپانے ہی میں عزت ہے نیز ان کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مجتہدین سے حق ظاہر کرنے کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے طور پر ہر شیعی متفکر ہو کر میں جس دین پر ہوں اس کا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن کریم سے کتنا تعلق ہے اور یہ بھی غور کرے کہ کیا میرا یہ دین آخرت میں باعث نجات ہوگا؟ حضرت اہلسنت سے گزارش ہے کہ یہ رسالہ شیعہ عوام کو پڑھوائیں اور ان سے ہمدردانہ بات کریں اور انہیں سمجھائیں کہ تم اپنی آخرت کی فکر کرو۔ حضرات ناظرین احقر مؤلف اور اس کے والدین اور مشائخ کو دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ ——— محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

آغاز کتاب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام کے علاوہ کوئی دین معتبر نہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے سارے عالم کے انسانوں کے لئے سیدنا خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی رسالت سارے انسانوں کے لئے سارے جہانوں کے لئے، سارے زمانوں کیلئے ہے آپ رسول الثقلین ہیں۔ سارے انسان اور سارے جنات کی طرف آپ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جس دین کی دعوت کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا اس کے بارے میں صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔[1] ترجمہ: بلاشبہ جو دین اللہ کے نزدیک معتبر ہے وہ اسلام ہے نیز ارشاد فرمایا: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔[2] ترجمہ: اور جو شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کا فریضہ پوری طرح انجام	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ و رسالت کا فریضہ پوری طرح انجام دیا

[1] سورہ آل عمران رکوع ۲ – [2] سورہ آل عمران رکوع ۹ –

دیا۔ آپ بہت زیادہ محنت و مجاہدہ فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین پوری
تفصیلات کے ساتھ امت کو پہنچا دیا۔ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ نے جس کو پہنچانا اور ظاہر کرنا
فرض قرار دیا تھا۔ آپ نے نہیں چھپائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا۔ فَاصْدَعْ
بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ [1] ترجمہ:۔ کہ جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے
اسے خوب واضح طور پر بیان کیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔ لہٰذا آپ
نے پوری طرح اللہ کے ہر حکم کو امت تک پہنچایا۔

قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ | قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب
ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی اور ساتھ ہی اس کی حفاظت بھی اپنے
ذمے لی ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [2]۔ ترجمہ:۔ بلا شبہ ہم نے ذکر کو نازل فرمایا اور بلا شبہ ہم ضرور
اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مہاجرین و انصار سے اللہ تعالیٰ راضی ہے | آپ کی محنت اور
کوشش اور دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں مہاجرین و انصار کی ایک بہت بڑی
جماعت تیار ہو گئی جن کے بارے میں اللہ جلشانہٗ نے ارشاد فرمایا۔
وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [3]
ترجمہ:۔ اور سبقت کرنے والے پہلے لوگ مہاجرین اور انصار میں سے اور

[1] سورۃ حجر رکوع ۵۔ [2] سورۃ حجر رکوع ۱۔ [3] سورۃ التوبہ رکوع ۱۳۔

وہ لوگ جنہوں نے خوبی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے لئے تیار کئے ہیں باغیچے جن کے نیچے جاری ہوں گی نہریں یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

مہاجرین اور انصار نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حاصل کیا پھر اسے پوری طرح اپنے بعد والوں کو پڑھایا اور قرآن مجید کے علاوہ اور جو کچھ آپ سے سیکھا تھا اسے بھی اپنے شاگردوں یعنی تابعین کرام تک پہنچایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور سیرت مبارکہ کی تعلیم دی اور تبلیغ کی حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے شاگردوں نے اور ان کے شاگردوں نے آخر تک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلایا اور آگے بڑھایا قرآن مجید کو بھی محفوظ رکھا اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدوّن کیا۔ شریعت اسلامیہ کو پوری طرح امت مسلمہ کو سلفاً عن خلف پہنچاتے رہے۔

قرآن مجید کے اعلان کے خلاف شیعہ مذہب والوں کا عقیدہ

اب شیعہ مذہب کے متبعین کا یہ کہنا ہے کہ قرآن کو تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدل دیا۔ اور حضرات صحابہ سوائے ۴۔۵ کے سب مرتد ہو گئے تھے اور ان لوگوں کے نزدیک سب سے بڑے کافر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہیں۔ ان لوگوں کی اس بات سے آیت قرآنیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا انکار لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم قرآن کے محافظ ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں تحریف ہو گئی اور اصل قرآن امت کے پاس موجود نہ رہا اگر ان لوگوں کی یہ بات تسلیم کی جائے کہ مہاجرین و انصار سب کافر

ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نے فرمایا اور ان سے راضی ہونے اور انہیں جنت میں داخل فرمانے کی جو خبر دی وہ غلط ہو جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مہاجرین و انصار نزول قرآن کے وقت کافر ہیں یا بعد میں کافر ہو جائیں گے تو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کیسے فرمایا۔ ان لوگوں کے اس عقیدہ سے نہ صرف قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف جہل کی نسبت بھی ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہ تھا کہ آئندہ یہ لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت بتائی ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ فرما کر یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتا ہے۔ تحریف قرآن کا عقیدہ اور تکذیب قرآن اور اللہ تعالیٰ کی طرف جہل کی نسبت کفریہ عقائد ہیں جن کو ادنیٰ سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔

شیعہ عقائد کے مطابق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت اور تبلیغ کے کام میں دنیا سے ناکام چلے گئے (العیاذ باللہ)	یہ بات بھی غور کرنے کے قابل

ہے کہ بقول ان لوگوں کے جب سب صحابہؓ (العیاذ باللہ) کافر ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور سیرت طیبہ کچھ بھی محفوظ نہیں رہا۔ اب ان لوگوں کے قول کے مطابق نہ قرآن رہا نہ حدیث رہی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی باقی نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ آپ نے ۲۳ سالہ جو محنت و کوشش کی وہ ضائع ہو گئی۔ ۴۔۵ آدمیوں کے علاوہ کوئی مسلمان نہ رہا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت اور محنت میں (العیاذ باللہ)

دنیا سے ناکام چلے گئے۔ ان کی یہ بات قرآن مجید کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے

قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ[1]

ترجمہ:۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے اور اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔ اللہ وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ اسے غالب فرما دے تمام دینوں پر اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو۔

ان دونوں آیات کو غور کے ساتھ پڑھا جائے۔ ان میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو ضرور پورا فرمائے گا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو اور یہ بھی فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا کہ سب دینوں پر غلبہ دے۔ اب جو فریق یہ کہتا ہے کہ قرآن میں بھی تحریف ہوگئی اور صحابہ بھی مرتد ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے ان کے اقوال و افعال اور سیرت بھی محفوظ نہیں تو ان سے ان آیات کی تکذیب لازم آتی ہے۔ ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق وہ خبر سچی نہ ہوئی جو خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی تھی اور یہ بھی کفریہ عقیدہ ہے۔

ان لوگوں کا یہ | شیعہ مذہب کا عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے خوف کھا کر خلافت علیؓ کا اعلان نہ کر سکے

[1] سورۃ الصف رکوع ۱۔

بھی کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان فرمادیں لیکن حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ڈر سے آپ نے ایسا نہیں کیا غور کرنے کی بات ہے کہ جب اللہ کا رسول ہی اللہ تعالیٰ کا حکم نہ پہنچائے اور خالق کے بجائے مخلوق سے ڈرنے لگے تو وہ کون ہوگا جو حق کی تبلیغ کرے اور کھل کر حق بیان کرے! اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اسے خوب اچھی طرح کھول کر بیان کیجئے اور فرمایا "يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" ترجمہ:- اے رسول پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنے رب کی رسالت نہیں پہنچائی۔ اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بارہا اپنے رسول کو حق کی تبلیغ کا حکم فرمایا اور یہ بھی اطمینان دلایا کہ اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ اس کے باوجود بقول ان لوگوں کے آپ نے اللہ کا حکم نہیں پہنچایا اور مخلوق سے ڈر گئے اللہ کے رسول کے بارے میں ایسا عقیدہ سراپا کفر ہے۔

شیعوں کا عقیدہ تقیہ اور اس کی آڑ میں حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ اہل بیت کو بزدل بتانا

اب یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خلیفہ بلا فصل تھے اور ان سے پہلے

سورہ مائدہ رکوع ۱۰

جو خلفائ تھے وہ غاصب تھے اور باطل پر تھے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق کا اعلان کیوں نہ کیا۔ ان لوگوں کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے ڈر سے اعلان حق نہیں فرمایا تھا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حق کو چھپایا اور (بقول ان کے) جو لوگ غاصب تھے اور باطل پر تھے ان لوگوں کے پیچھے ۲۵ سال تک نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ ان کے مشوروں میں شریک رہے۔ جہادوں میں بھی ان کے ساتھ شرکت کرتے رہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اتنی طویل مدت تک وہ حق کو چھپاتے رہے بلکہ جب ان کو خلافت سونپ دی گئی تب بھی انہوں نے اپنے سے پہلے تین خلفاء کو غاصب نہیں کہا اور باطل پر نہیں بتایا۔ اگر انہوں نے حق کو چھپایا اور باطل والوں کا ساتھ دیا جیسا کہ اس جماعت کا عقیدہ ہے جو ان کو خلیفہ بلا فصل کہتی ہے تو وہ بھی حق چھپانے کی وجہ سے خلافت کے اہل نہیں رہتے۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے جماعت مذکورہ نے یہ شوشہ نکالا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کر لیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ وہ تو بہت بڑے بہادر تھے۔ اہل باطل سے کیوں ڈرے اور اپنی خلافت کے حکم کو کیوں چھپایا جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خلیفہ بلا فصل بنایا گیا تھا؟ بہر حال۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ ڈر کر کیا ہو یا بغیر ڈرے کیا ہو یہ خلیفہ برحق کی شان کے خلاف ہے۔ اندر کچھ اور ہو اور باہر کچھ اور یہ اللہ کے دین میں نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کے نزدیک خلیفہ اول کا جو حال[1] ہے وہی بعد کے اماموں کا بھی ہے۔

---

[1] تقیہ کے بارے میں محمد یعقوب کلینی کی کتاب الکافی سے چند روایات لکھی جاتی ہیں دیکھئے باب التقیہ صفحہ ۲۱۹ طبع ایران (۱) قال ابو عبداللہ علیہ السلام یا ابا عمران تسعۃ اعشار الدین

کے نزدیک وہ سب حضرات تقیہ کرنے والے تھے اپنے خاص متعلقین کو بھی صحیح بات نہیں بتاتے تھے جب تقیہ دین کا رکن اعظم ہے تو بارہویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام تقیہ کیوں نہ کریں گے۔ اگر وہ تقیہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا دین جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت تک پہنچا ہے۔ وہ اس وقت بھی ظاہر نہ ہوگا اس جماعت کے عقائد کے اعتبار سے "لیظہرہٗ علی الدین کلہ" کا منظرہ کبھی بھی نہیں ہوسکتا اگر امام مہدی تقیہ نہ کریں گے تو ان کے لئے یہ کیسے جائز ہوگا کہ دین کے ایک رکن کو چھوڑ دیں جو ان لوگوں کے نزدیک دین کا بہت بڑا رکن ہے۔ ان کا تو یہ کہنا ہے کہ " لا دین لمن لا تقیۃ لہ (کہ اس کا کوئی دین نہیں جس کا تقیہ نہیں) پھر کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ امام مہدی علیہ السلام تقیہ نہ کریں گے؟ اگر اس وقت تقیہ منسوخ ہو جائے گا۔ تو اتنے بڑے رکن کے نسخ کے لئے دلیل قطعی متواتر متصل السند کی ضرورت ہے وہ دلیل کیا ہے پیش کریں۔ جب خلیفہ اول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرات

فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیٔ الا فی النبیذ والمسح علی الخفین (۲) عن حبیب بن بشر قال ابو عبد اللہ علیہ السلام سمعت ابی یقول واللہ ما علی وجہ الارض شیٔ احب الی من التقیۃ یا حبیب انہ من کانت لہ تقیۃ رفعہ اللہ یا حبیب من لم تکن لہ تقیۃ وضعہ اللہ (۳) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اتقوا علی دینکم فاحجبوہ بالتقیۃ فانہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔ (۴) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عز وجل ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ قال الحسنۃ التقیۃ والسیئۃ الاذاعۃ۔ اس روایت میں حق کے پھیلانے اور ظاہر کرنے کو سیئۃ یعنی برائی بتایا گیا۔ اور اس میں کسی طرح کے خوف کا بھی ذکر نہیں ہے۔

امام مہدی علیہ السلام تک تقیہ ہی تقیہ[1] ہے تو پھر حق تو کبھی واضح ہونے ہی کا نہیں، ہر ہوش مند آدمی اس کو غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے (بقول ان کے) جب تقیہ کو دین کا رکن اعظم قرار دے دیا اور حق چھپانے کو ثواب کا کام بتا دیا تو پھر حق اور ناحق کی تمیز کا کیا معیار رہا؟۔

جب شیعوں کے سامنے تقیہ والی بات لائی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو مجبوری والی بات ہے جیسے اضطرار کی صورت میں موت کے ڈر سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے ایسے ہی تقیہ بھی ہے یہ ان لوگوں کے دھوکہ دینے والی بات ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی مجبوری نہ تھی اور جان کا ڈر بھی نہ تھا۔ انہوں نے ایک عظیم بہادر مومن ہوتے ہوئے چھبیس سال تک کیوں تقیہ کیا۔ شیعہ مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت علی رض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا[2] اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی رض کی حضرت عمر رض سے ملاقات ہو گئی حضرت علی رض نے اس کی طرف اپنی کمان پھینک دی تو وہ اژدھا بن گئی اور حضرت عمر رض کی طرف وہ اژدھا چلا تاکہ ان کو نگل لے حضرت عمر رض چیخے اور حضرت علی رض سے زاری کرنے لگے لہذا انہوں نے اژدہے پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ پھر کمان ہو گیا[3]۔ ان روایات کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی رض کو کوئی اضطرار یہ مجبوری یا جان کا خوف نہ تھا اس کا حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ موافق ہونا اور ان کے ساتھ نمازوں اور جہادوں میں شریک ہونا اختیاری طور پر تھا۔

پھر حضرات ائمہ اہل بیت جن کی امامت اور خلافت کو شیعہ مذہب والے

---

[1] الاحتجاج طبرسی ص۲۴۵۔ [2] کتاب الخرائج والجرائح للراوندی۔

حق سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کو بھی کوئی اضطرار نہ تھا اور جان کا ڈر بھی نہ تھا کیونکہ ان حضرات کے بارے میں شیعہ مذہب رکھنے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان حضرات کی اپنی موت اختیاری تھی جب چاہیں موت اختیار کر لیں جب یہ بات ہے تو انہیں موت کا کیا ڈر تھا۔ درحقیقت تقیہ شیعوں کے نزدیک ضرورت اور بلا ضرورت ہر صورت میں دین کا رکن اعظم ہے۔ اہلسنت والجماعت کو دھوکہ دینے کے لئے اضطرار اور مجبوری والی بات سامنے لے آتے ہیں۔ شیعوں کی کتاب میں امام کی جو علامات لکھی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ وہ اعلم الناس اور احکم الناس اور اتقی الناس اور احلم الناس اور اشجع الناس ہو گا۔[1]

ان صفات میں اشجع الناس بھی ہے۔ یعنی سب لوگوں سے بڑھ کر زیادہ بہادر ہو گا۔ جب ائمہ معصومین کی صفات میں یہ شامل ہے تو انہیں کسی سے ڈرنے اور تقیہ اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی لہذا یہ کہنا کہ تقیہ جان و مال کی حفاظت کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ اور ائمہ معصومین اُسے اختیار کرتے رہے ہیں صرف ایک دھوکہ ہے۔

> دین اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں تک پہنچا ہے عقیدہ صرف وہی معتبر ہے جو آپ سے ثابت ہو۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے جسے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت مسلمہ تک بھیجا اور اسی لئے حضرات اہل بیت سے ہر مسلمان کو محبت ہے

---

[1] الخصال لابن بابویہ القمی ص ۱۰۵ طبع ایران۔

کردہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ اب شیعہ مذہب والے اس ذات پاک سے تو رشتہ توڑ بیٹھے جس کی وجہ سے حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ہے نہ ان کی لائی ہوئی کتاب پر ایمان ہے نہ ان کے صحابہ کو مسلمان مانتے ہیں۔ نہ ان کے اقوال و افعال اور سیرت ان کے پاس محفوظ ہے (کیونکہ اس کے راوی حضرات صحابہ ہی ہیں (رضی اللہ عنہم) اب جو کچھ ہے ائمہ اہل بیت ہی ہیں۔ ان حضرات کی طرف منسوب کر کے بہت سی باتیں تراشی ہیں اور امامت وخلافت کو نبوت سے بھی افضل قرار دیتے ہیں اور حضرت ائمہ اہل بیت کے اکابر اہل السنت سے جو اچھے تعلقات اور باہمی تعلم اور تلمذ کے واقعات ہیں ان کو تقیہ کہہ کر اپنا بچاؤ کر لیتے ہیں۔ عقل کا تقاضا ہے کہ جب دین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا ہے تو ہر بات کا ثبوت سند کے ساتھ آپ ہی سے ہونا چاہیئے۔ جو عقائد امامت اور خلافت کے بارے میں شیعوں نے اختیار کئے ہیں۔ ان کا ثبوت نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی نہیں ہے۔ اپنی طرف سے عقیدے تراش لینا اور ان پر نجات کی امید رکھنا اتباع ہوئی ہے اور اتباع ھوئی بہت بڑی گمراہی ہے۔

<u>حضرت ابوبکرؓ کی خلافت</u> آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نویں سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور پھر اپنے مرض وفات میں ان سے نمازیں پڑھوائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام نہیں بنایا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے بعد خلافت کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تجویز فرما دیا۔ اب شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے

واضح نہیں۔ غور کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کتنا تعلق ہے۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور محبت صرف اپنی نسل کو نوازنے کے لئے تھی ؟

یہاں ایک یہ بات بھی قابل فکر ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے عالم کے انسانوں کے لئے تھی اور آپؐ سب کے لئے رحمۃ اللعالمین ہیں اب یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نے خلافت اپنے ہی خاندان کے لئے مخصوص کر دی آپ کے بعد حضرت علی رضو اور دیگر گیارہ ائمہ ہی مستحق خلافت ہو سکتے ہیں جو ان کی نسل سے ہیں۔ اس کا معنی تو یہ ہوا کہ آپ کی ساری محنت اور مجاہدہ اپنی نسل کو نوازنے کے لئے تھا۔ العیاذ باللہ یہ کیسی غلط فکر ہے۔ شیعہ تو شاید اس پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں لیکن ہم بہر حال فکر و نظر کی دعوت دیتے ہیں۔ جو لوگ ذی شعور ہیں۔ علوم عصریہ کے ماہر ہیں اور غور و فکر میں مقلد نہیں ہیں خاص طور سے متوجہ ہوں اور غور کریں کہ یہ دین۔ دینِ ہدایت ہوا یا دینِ اقربا نوازی ہوا[لہ]

لہ الکافی ص۴۰۹ ج۱ میں ہے کہ عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ آدم واقطعہ الدنیا قطیعۃ فما کان لآدم علیہ السلام فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو للائمۃ من آل محمد علیھم السلام (یعنی حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ساری دنیا ان کو بطور جاگیر عطا فرمائی پس جو کچھ آدم علیہ السلام کے لئے تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گیا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گیا۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شیعوں کا عقیدہ بدا شیعہ مذہب میں ایک عقیدہ بدا بھی ہے بدا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آئندہ ہونے والے کسی امر کی خبر دی یا کسی کے امام ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ بعد میں اس کے خلاف ظہور ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اب پتہ چلا کہ وہ پہلی خبر اور پہلا فیصلہ صحیح نہ تھا اس عقیدہ کی ضرورت اس لئے پڑی کہ حضرات مہاجرین و انصار کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرما کر ان سے راضی ہونے کی خبر دی اور ان کو جنت کے باغوں میں داخل ہونے کا وعدہ فرمایا حالانکہ شیعوں کے نزدیک وہ سب مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی خبر اور بشارت صحیح نہ نکلی لہذا انہوں نے یہ بات نکالی کہ اللہ تعالیٰ سے بدا ہونا یعنی پہلے علم کے خلاف ظاہر ہو جانا یہ بھی عقیدہ توحید میں شامل ہے اور شیعوں کی کتابوں کی تصریحات کے اعتبار سے ایک واقعہ اور پیش آیا۔ اور وہ یہ کہ حضرت جعفر صادق نے اپنے بیٹے اسماعیل کی امامت کی تصریح فرمادی تھی اور زندگی میں بتادیا تھا کہ میرے بعد یہ امام ہوں گے۔ پھر یہ ہوا کہ اس کے بیٹے اسماعیل کی ان کی زندگی ہی میں وفات ہو گئی شیعوں کو یہ بات بھاری پڑی۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہر امام اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وہ ائمہ اہل بیت کے لئے ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ شیعوں کے عقائد کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زمین بطور جائیداد ائمہ اہل بیت کو عطا فرمادی اور ائمہ اہل بیت کے علاوہ کوئی شخص امام نہیں ہو سکتا۔ لہذا ساری دنیا انہی کی ملکیت ہو گئی گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کو ساری دنیا کی جائیداد عطا فرمانے کے لئے تشریف لائے تھے آپ کی دعوت و تبلیغ کا خلاصہ قیامت تک اپنے گھر والوں کو نوازنے کے سوا کچھ نہ ہوا۔ (العیاذ باللہ) شیعوں کی باتوں کو مانا جائے تو نبوت و رسالت کی دعوت کا خلاصہ اقربا نوازی کے سوا کچھ نہیں نکلتا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں اس طرح کی سوچ رکھنا شیعوں ہی کا حق ہے۔

کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ جب اسماعیل کی وفات ہو گئی تو مسئلہ امامت کے بارے میں جو عقیدہ تھا وہ غلط ثابت ہونے لگا تو انہوں نے عقیدہ کی غلطی ماننے کے بجائے اللہ کی طرف بدا کو منسوب کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہ تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہوا کہ اسماعیل امامت سپرد کرنے سے پہلے ہی وفات پا جائیں گے۔ اس کو نوبختی نے اپنی کتاب فرق الشیعہ میں اس طرح بیان کیا ہے: "ان جعفر بن محمد الباقر نص علی امامۃ اسماعیل ابنہ واشار الیہ فی حیاتہ، ثم ان اسماعیل مات وھو حیٌّ فقال ما بدا للّٰہ فی شیٔ کما بدا لہ فی اسمٰعیل ابنی"[1]

عقیدہ بدا اصول کافی میں امام ثامن حضرت علی بن موسیٰ الرضا سے اس طرح نقل کیا ہے۔ عن الرّیان بن الصلت قال سمعت الرضا علیہ السلام یقول ما بعث اللّٰہ نبیا قط الا بتحریم الخمر وان یقر اللّٰہ بالبداء۔[2] یعنی اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے دو باتوں کی تبلیغ نہ کی ہو۔ اول یہ کہ شراب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ بندے یہ اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ سے بدا ہو سکتا ہے۔

شیعوں کا عقیدہ تحریف قرآن شیعہ مذہب کے متبعین قرآن مجید کی تحریف کے بھی قائل ہیں۔ اور اس کے باوجود جس کسی آیت سے اپنا تراشیدہ عقیدہ ثابت کرنا ہو اس سے استدلال بھی کر لیتے ہیں۔ اصول کافی کو دیکھ لیا جائے۔ اس میں سینکڑوں آیات اسی موجودہ قرآن مجید سے نقل کی ہیں۔ جو اہل سنت کے پاس ہے۔ پھر ان کی تفسیر ائمہ معصومین کی طرف منسوب کر کے نقل کر دی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے العیاذ باللہ اگر قرآن مجید میں تحریف کی ہے تو یہ آیت جو کتب شیعہ

---

[1] فرق الشیعہ ص ۸۴ [2] اصول الکافی ج ۱ ص ۱۴۸۔

میں منقول ہیں ان میں کیوں تحریف نہیں کی۔ جبکہ شیعہ مذہب کے مطابق یہ آیات اہل بیت اور آئمہ اہل بیت کے بارے میں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن آیات میں (بقول شیعہ) تحریف کر دی گئی ہے وہ آیات بتائیں کون سی آیات ہیں۔ اور اگر تحریف والی بات صحیح ہے (العیاذ باللہ) تو یہ اللہ کا کلام نہ ہوا تحریف کرنے والوں کا کلام ہوا اگر ایسی بات ہے تو ان آیات کی طرح دوسری آیات بنا کر دکھائیں۔ قرآن مجید میں چیلنج کیا گیا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[1] ترجمہ: اور اگر تم شک میں ہو اس چیز سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا۔ تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے معبودوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

یہ تو چیلنج ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ترجمہ سو اگر تم نہ کرو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

شیعہ مجتہدین کو قرآن کا چیلنج لہذا شیعہ مجتہدین متعین کر کے بتائیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا اس کے کسی کاتب نے فلاں آیت اپنے پاس سے بنا کر لکھ دی ہے۔ پھر اس جیسی آیت بنا کر پیش کریں۔ اور حسب فرمان خداوندی ایسا نہیں کر سکتے۔ لہذا دوزخ کی آگ میں بھرتی ہونے کے لئے تیار رہیں۔

---

[1] سورۃ بقرہ رکوع ۳۔

جب شیعہ عوام سے اہل سنت اس تحریف والی بات کا تذکرہ کرتے ہیں تو بطور تقیہ کہہ دیتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تحریف کے قائل نہیں لیکن ان کے اکابر جو تحریف کے قائل ہیں ان کو کافر بھی نہیں کہتے اور اگر انہیں کافر کہہ دیں گے تو وہ بھی تقیہ ہوگا نیز اگر قرآن کی تحریف کے قائل نہیں ہیں تو حضرات مہاجرین اور انصار کو کافر کیوں کہتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے راضی ہونے اور ان کو جنتوں میں داخل فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اور جبکہ سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ان کی بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے۔

درحقیقت قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہوئے اور اس کو محفوظ اور غیر محرف جانتے ہوئے شیعہ مذہب کسی بھی طرح وہ دین نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بھیجا اور اسکی تبلیغ کا حکم دیا۔

سورۃ توبہ کی آیت میں جو مہاجرین و انصار اور ان کے تابعین کے بارے میں اللہ جل شانہٗ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اعلان فرمایا ہے۔ اس سے واضح طور پر اہلسنت والجماعت کے دین کی حقانیت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ اس میں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متبعین کو بھی حق پر بتایا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اعلان فرمایا ہے دنیا میں کوئی جماعت اہل سنت والجماعت کے علاوہ ایسی نہیں ہے جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کو حضرات تابعین اور ان کے اساتذہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتی ہو اور یہ ایک ایسی صاف واضح بدیہی بات ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ جس کسی کو قرآن کی ہدایت پہ چلنا ہوگا اسے اہل سنت والجماعت کا ہی مسلک اختیار کرنا ہوگا۔

حضرات اہل بیت اور وہ حضرات جنہیں شیعہ ائمہ | حضرات ائمہ اہل بیت اہلسنت والجماعت کے مسلک پر تھے اور اکابر اہل سنت والجماعتہ سے اُن کے خصوصی تعلقات تھے۔

معصومین کہتے ہیں ۔ ان کا دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے علیحدہ نہ تھا اہل سنت والجماعت جس دین محمدیؐ پر ہیں اسی پر حضرات اہل بیت اور اس کے ائمہ کرام بھی تھے۔ حضرات اہل سنت کے محدثین علماء، فقہا اور مجتہدین کرام سے حضرات ائمہ اہل بیت سے بڑے اچھے تعلقات تھے آپس میں تلمذ بھی تھا۔ اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں ان حضرات کے تعلقات اور روابط بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔

حضرات زین العابدینؒ کا ارشاد | حضرت حسینؓ ابن علیؓ شہید کربلا کے صاحبزادے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہم سے حدیث کی روایت کی[1] ظاہر ہے کہ وہ اگر ان حضرات کو مرتد سمجھتے تو ان سے حدیث کی روایت کیوں کرتے، پھر ان کے شاگردوں میں بہت سے محدثین کا تذکرہ کیا جو اہلسنت والجماعت میں سے تھے ۔ مثلاً ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، طاؤس بن کیسان، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری زید بن اسلم یحییٰ بن سعید الانصاری ۔ ہشام ابن عروہ وغیرہم ۔ حضرت زین العابدین سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کا کیا مرتبہ ہے تو انہوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کر دیا اور فرمایا ۔ منزلتہما منہ الساعۃ

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۳۰۴ ج ۷ ۔

یعنی ان دونوں حضرات کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کے اعتبار سے وہی ہے، جو اس وقت انہیں حاصل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس زندگی اور اس زندگی کے بعد ان حضرات کو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب یکساں طور پر حاصل ہے [1]

یہ بات عجیب ہے کہ حضرت زین العابدین تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر بتا رہے ہیں۔ اور جو لوگ انہیں امام مانتے ہیں وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں مرتد کہتے ہیں۔

حضرت باقر کا فرمان حضرت محمد بن علی بن الحسین جو باقر کے لقب سے مشہور ہیں اور حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں ان کی روایت حدیث کے بارے میں سنیئے، تہذیب التہذیب میں متعدد صحابہؓ سے ان کے روایت کرنے کا ذکر ہے۔ اس میں حضرت سمرۃ بن جندب، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت باقر نے ان حضرات سے روایت کی ہے پھر ان کے شاگردوں میں ان کے صاحبزادہ حضرت جعفر اور ابن شہاب الزہری اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور ابن جریج اور اعمش وغیرہم کو لکھا ہے [2]

حضرت جعفر صادقؒ کی حضرت ابوبکرؓ سے قرابت اور اکابر اہل سنت سے روابط اب حضرت باقر کے صاحبزادے حضرت

---

[1] تہذیب التہذیب ص۳۰۶ ج۷، [2] ایضاً ص۳۵۰ ج۹۔

جعفر کے بارے میں سنئیے یہ وہی جعفر ہیں جن کی کنیت ابو عبداللہ، ان کو جعفر صادق بھی کہا جاتا ہے۔ اور ان کے نام سے سینکڑوں روایتیں شیعوں کی کتاب اصول کافی اور دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ رفقہ جعفریہ انہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اول آپ حضرت ابوبکر صدیق رض سے ان کا رشتہ نسب معلوم کیجئے۔ ان کی والدہ اُم فروہ قاسم بن محمد بن ابوبکر رض کی بیٹی تھیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض کی پڑپوتی تھی اور اُم فروہ کی ماں عبدالرحمٰن بن ابوبکر رض کی بیٹی تھیں جن کا نام اسما تھا۔ وہ اسی لئے بطور فخر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر رض سے میرا دوہرا رشتہ ہے۔ ولدنی ابوبکر مرتین۔ انکے حدیث کے اساتذہ میں ان کے والد حضرت باقر اور محمد بن المنکدر اور حضرت عروہ اور ابن شہاب الزہری وغیرہم ہیں۔ ان کے شاگردوں میں امیر المومنین فی الحدیث حضرت شعبہ، حضرت سفیان ثوری حضرت سفیان بن عیینہ امام مالک، حضرت امام ابو حنیفہ وغیرہم ہیں۔

زہیر بن معاویہ نے بیان کیا کہ میرے والد نے حضرت جعفر رض سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے وہ یہ خیال کرتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر و عمر رض سے برأت ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت جعفر رض نے جواب میں فرمایا اللہ تیرے پڑوسی سے بیزار ہو اللہ کی قسم میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ ابوبکر رض سے جو میری قرابت ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے نفع دے گا۔ حفص بن عیاش نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جیسے حضرت علی رض کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں ایسے ہی حضرت ابوبکر رض کی شفاعت کی بھی امید رکھتا ہوں[1]۔

حضرات علماء | اہلسنت کی کتابوں میں حضرت جعفر صادق رح کے فضائل

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۱۰۳ ج ۲۔

اہل سنت والجماعت نے حضرت جعفرؒ کی بہت تعریف کی ہے۔ محدث ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں۔ کان من سادات اہل البیت فقہا و علما و فضلاً یعنی فقہ اور علم اور فضیلت کے لحاظ سے سادات اہل بیت میں سے تھے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت جعفرؒ کی خدمت میں ایک زمانہ تک جاتا رہا جب بھی کبھی میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ یا نماز میں مشغول ہیں یا روزہ رکھے ہوئے ہیں یا قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت جعفر اس کا اہتمام کرتے تھے کہ باوضو حدیث بیان کریں۔

یہ ہم نے حضرات ائمہ اہل بیت میں سے حضرت زین العابدین اور حضرت باقر اور حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں تھوڑی سی معلومات جمع کی ہیں۔ ان حضرات کی اور ان کے علاوہ دوسرے اکابر اہل بیت کے فضائل و مناقب اہل سنت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرات اہل بیت اپنے کو امت مسلمہ سے علیحدہ کوئی جماعت نہیں سمجھتے تھے ان کے اپنے اپنے زمانے میں جو اہل السنۃ کے علماؑ و صلحاء محدثین اور فقہا تھے ان کے پاس ان کا آنا جانا تھا ان سے پڑھتے بھی تھے اور انہیں پڑھاتے بھی تھے اور اہل سنت والجماعت ہی میں اپنے کو شمار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ان کو محبت تھی جو ان سے برأت ظاہر کرتا وہ اس سے بیزاری ظاہر کرتے تھے شیعہ جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا کرتے ہیں۔ اس تبرے سے حضرات اہل بیت بالکل بری ہیں۔

شیعوں نے حضرات اہل بیت اور ائمہ اہل بیت کی جو تصویر کھینچی ہے۔ وہ بہت بھونڈی تصویر ہے۔ ان حضرات کے بارے میں شیعہ کہتے ہیں کہ بزدل تھے حق ظاہر نہیں کرتے تھے۔

اپنے دین کو بھی چھپاتے تھے۔ عامۃ المسلمین سے علیحدہ رہتے تھے، شیعوں کو تنقیص تو خود ہے۔ حضرات صحابہؓ سے اور عامۃ المسلمین سے لیکن اس کو منسوب کرتے ہیں حضرات اہل بیت کی طرف۔ فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

شیعوں کو حق چھپانے کا حکم ہے حق ظاہر کرنا ان کے نزدیک ذلت کا سبب ہے۔

اصول کافی میں باب التقیہ کے بعد باب الکتمان کا مستقل باب قائم کیا ہے۔ اس میں روایت نمبر ۳ حضرت ابو عبداللہ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے سلیمان بن خالد سے کہا۔ یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (یعنی تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا، اور جو شخص اس کو پھیلائے گا۔ اللہ اس کو ذلیل کرے گا)۔ اب یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ کا دین تو سارے انسانوں کو پہنچانے کے لئے اور خوب کھول کر بیان کرنے کے لئے اور واضح طور پر حق کی دعوت دینے کے لئے ہے۔ اللہ کے دین کو چھپانا یہ کوئی دین کی بات نہیں ہو سکتی اور نہ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ ایسا فرما سکتے ہیں۔ یہاں سے بات بھی واضح ہو گئی کہ شیعہ مجتہدین سے حق کہنے اور حق کھول کر بیان کرنے کی کوئی امید نہیں کیونکہ اگر وہ حق کہیں تو اپنے دین سے باہر ہو جائیں لہٰذا وہ اپنے متبعین کو صحیح بات نہیں بتا سکتے۔

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب حضرات اہل بیت کو اپنا دین ظاہر کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی تو حضرت جعفر کی طرف جو فقہ منسوب ہے ان کی نصیحت اور وصیت کے خلاف اس کی طرف کیوں دعوت دی جا رہی ہے اور اسے کسی ملک کے دستور یا قانون کے طور پر نافذ کرنے کے لئے کیوں کوششیں کی جا رہی ہیں۔ در حقیقت

شیعیت ایک خنجر ہے جو اسلام کی کمر میں گھونپا گیا ہے جو لوگ شیعی مذہب کا اپنے کو متبع بتاتے ہیں اپنے اعمال اور کردار کے اعتبار سے نہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہیں نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔ نہ حضرات اہل بیت اور ائمہ اہل بیت کے طریقے پر ہیں۔ خود ساختہ خود تراشیدہ باتیں ہیں جن کو دین بنا کر لئے بیٹھے ہیں، اور ان کی ان باتوں نے انہیں قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اور حضرات مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی محبت سے اور اسلام کے عقائد و اعمال سے دور کر رکھا ہے۔

شیعوں کے دو عمل شیعہ مذہب سے جو لوگ متعلق ہیں اعمال کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ان کے پاس صرف دو عمل ہیں۔ اوّل حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے لئے رو لینا دوسرے حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کو برا بھلا کہنا جس کو تبرا کہا جاتا ہے۔ انہی دو کام کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اور انہیں میں مشغول رہتے ہیں پہلے کام کے بارے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیۃ"[1] وہ ہم میں سے نہیں ہے جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی دہائی دے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ انا بری ممن حلق وصلق و خرق[2]۔ میں اس شخص سے بری ہوں جو کسی کی موت پر غم ظاہر کرنے کے لئے سر منڈائے اور شور مچائے اور کپڑے پھاڑے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا آپ کے اہل بیت

---

[1] رواہ البخاری و مسلم۔ [2] رواہ مسلم۔

نے اس پر پوری طرح سے عمل کیا۔ اور ہر تکلیف پر صبر سے کام لیا۔ اور نوحہ، مرثیہ کسی چیز کو اختیار نہیں کیا۔

شیعہ جن حضرات کو امام مانتے ہیں ان حضرات سے رونا پیٹنا، نوحہ کرنا ثابت نہیں۔ جس ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی ہمدردی غمگساری کے طور پر ماتم کرتے اور سینہ پیٹتے ہیں۔ انہوں نے تو ماتم نہیں کیا۔ آپؐ کے چچا جو حضرت علیؓ کے بھی چچا تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کو غزوہ احد میں بڑی بیدردی سے قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔ آنحضرتؐ نے ۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس عرصہ میں اپنے چچا کا کوئی ماتم نہیں کیا۔ آپ کے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ شہید ہوئے۔ ان کا آپ نے کوئی ماتم نہیں کیا۔ ماتم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نہیں ہے اور نہ یہ کوئی معقول بات ہے کہ ہر سال رونا دھونا لے کر بیٹھیں اور اس کو دین کا سب سے بڑا عمل اور ذریعہ نجات سمجھیں۔ غازیوں مجاہدوں اور بہادر دل کا یہ طریقہ نہیں کہ دین کے سینکڑوں کام چھوڑ کر آنسو بہاتے بیٹھ جائیں۔

خود ائمہ اہل بیت جن کو شیعہ ائمہ معصومین کہتے ہیں ان سے بھی صحیح اسانید کے ساتھ یہ ثابت نہیں کہ وہ حضرت حسین ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی یادگار قائم کرتے ہوں اور یوم عاشورا میں بازاروں میں نکلتے ہوں اور مرثیے پڑھتے ہوں اور علم نکالتے ہوں، اور اپنے مخالفین سے لڑتے جھگڑتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ ہمارا جلوس فلاں راستے ہی سے نکلے گا۔ وہاں نہ جلوس تھا نہ ہنگامہ آرائی تھی وہ حضرات تو صبر و شکر والے تھے۔ لڑائی جھگڑوں کے کاموں سے پرہیز کرتے تھے۔

شیعوں کا دوسرا عمل جسے وہ ہر مجلس میں بڑی خوشی سے انجام دیتے ہیں وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور خاص کر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا کرنا ہے اس عمل سے شیعوں کو بہت محبت ہے۔ اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جن حضرات کے بارے میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ فرما دیا اور یہ لوگ ان پر لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سخت عذاب میں ہیں۔ ان کا یہ عمل اور عقیدہ قرآن مجید کے اعلان کے سراسر خلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ اس سے راضی ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور ان کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دے دی اور اس کے ساتھ ہی خالدین فیہا ابدًا بھی فرما دیا (کہ وہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے) تو منکرین قرآن کے لعن طعن کرنے اور تبرا بھیجنے سے ان کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ ان تہمتوں اور غیبتوں اور بدگوئیوں سے تو ان کے اور زیادہ درجات بلند ہو رہے ہیں۔

خلاصۃ الکتاب

اب تک ہم نے جو باتیں سپرد قلم کی ہیں ان سے امور ذیل معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) شیعوں کے نزدیک تین چار صحابہؓ کے علاوہ تمام صحابہ کافر ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ قرآن کے اعلان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے خلاف ہے۔

(۲) شیعہ مذہب کے متبعین اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدا کا عقیدہ رکھتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بعض مرتبہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہے جن میں اللہ تعالیٰ کو بکل شئی علیم اور عالم الغیب والشہادۃ بتایا ہے۔

(۳) شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی ہے ان کا عقیدہ آیت کریم إنا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے خلاف ہے۔

(۴) شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان کریں لیکن آپ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے خائف تھے۔ اس لئے اعلان نہیں کر سکے۔ یہ عقیدہ قرآن کی آیت بلغ ما انزل الیک من ربک اور دوسری آیت فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین اور تیسری آیت وانزلنا الیک لتبین للناس ما نزل الیھم اور بہت سی آیات کے خلاف ہے اور شان نبوت اور شان رسالت کے بھی خلاف ہے۔ اللہ کا نبی مخلوق سے ڈر جائے اور اللہ کا حکم نہ پہنچائے یہ عقیدہ کسی طرح کیا

کسی مومن کا نہیں ہو سکتا۔

(۵) شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (جو ان کے نزدیک خلیفہ بلا فصل تھے) انہوں نے خلفاء ثلاثہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا جو ساتھ دیا اور ان کے ساتھ مشوروں اور جماعتوں میں اور جہادوں میں شریک رہے تو انہوں نے تقیہ اختیار کر لیا۔ یہ تقیہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل میں کچھ ہو اور باہر کچھ ہو کسی بھی خلیفہ کی شان کے لائق نہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صحیح مومن تھے ان کا ظاہر باطن ایک ہی تھا ان کی طرف تقیہ کی نسبت کرنا ان پر ظلم اور بہتان ہے۔

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جو ان کے خاندان کے حضرات تھے ان کو شیعہ یکے بعد دیگرے بارھویں شخصیت تک امام مانتے ہیں اور ان اماموں کو معصوم بھی کہتے ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی امامت اور خلافت کے کام کیوں انجام نہیں دیئے تو وہی تقیہ والا ہتھیار استعمال کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان حضرات نے تقیۃً اپنی امامت اور خلافت عامۃ الناس پر ظاہر نہ کی تھی۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی موت اختیاری تھی جب چاہتے تھے موت[1] لے آتے تھے۔ جب موت ان کے اپنے اختیار میں تھی تو جان کا کچھ بھی خطرہ نہ تھا۔ اور اس کو سب سے بڑا جہاد بھی بتاتے ہیں ان سب باتوں کے باوجود تقیہ اختیار کرنا نہایت ہی نامعقول ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین تو سارے انسانوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہے نہ کہ چھپانے کے لئے۔

(۷) حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم اور حضرات ائمہ اہل بیتؒ سے حضرت ابو بکر

---

[1] کلینی نے الکافی میں اس پر مستقل باب قائم کیا۔ باب ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متی یموتون وانھم لا یموتون الا باالاختیار۔

وعمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالٰے کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپس میں میل ملاپ تعلیم اور تعلم اور تلمذ اور ایک دوسرے سے روایت حدیث کرنے کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرات ائمہ اہل بیت اسی دین پر تھے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا دین تھا جو ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا تھا۔

(۸) حضرت جعفر صادق جن کی روایت سے کتب شیعہ بھری پڑی ہیں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی کے بیٹے تھے۔ اور وہ فرماتے تھے کہ جیسے مجھے حضرت علیؓ کی شفاعت کی امید ہے، ایسے ہی حضرت ابوبکرؓ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

(۹) جب حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آپ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے براءت ظاہر کرتے ہیں۔ تو جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے پڑوسی سے بیزار ہوا۔ اللہ کی قسم میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر سے جو میری قرابت ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے گا۔

(۱۰) حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے جب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ منزلتهما منه الساعة یعنی اس زندگی میں اور اس زندگی کے بعد ان حضرات کو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا یکساں طور پر قرب حاصل ہے۔

دعوت فکر

یہ سیدھی سیدھی چند باتیں ہیں جنہیں ایک عامی شخص بھی سمجھ سکتا ہے۔ شیعوں کے سامنے یہ باتیں ذکر کی جائیں اور ان کو غور کرنے کی دعوت دی جائے۔ تو وہ تقیہ میں ان باتوں کا انکار کر دیں گے لیکن ان سے کہیں کہ یہ سب باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں۔ یہ تمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ اگرچہ تمہارے مجتہدین تقیہ کرتے ہوئے ان کو تم سے بھی چھپاتے ہیں تم یا تمہارے مجتہدین ہمارے سامنے ان باتوں کا اقرار کریں یا انکار بہر حال تمہیں اس بات کا فکر کرنا لازم ہے کہ جس دین پر تم چل رہے ہو کیا یہ اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے جسے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آخرت کی نجات ایمان پر رکھی ہے ان عقائد کے ہوتے ہوئے جو تم نے اختیار کئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان نہیں ہو سکتا۔ اہل سنت والجماعت کی تذکیر اور تنقید تمہیں بھلی لگے یا بری اپنی آخرت کی نجات کے لئے متفکر ہونے کی ضرورت ہے جو بھی کوئی عقیدہ ہو اس کا ثبوت حضرت خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا لازم ہے اپنی طرف سے عقیدے بنانے اور اہل سنت سے بغض رکھنے اور اہل سنت کے مصنفین اور مقررین کو قتل کر دینے یا اہل سنت کے ملکوں کو توڑ دینے سے یا حکومتوں میں عہدے لے لینے سے آخرت کی نجات کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ شیعہ مذہب کے ماننے والے ہیں۔ ان کے مجتہدین اور جو چھوٹے بڑے

آیت اللہ ہیں۔ ان سے کوئی امید نہیں کہ اپنے عوام کو صحیح راہ بتائیں اور ان کی آخرت کے لئے فکر مند ہوں۔ اور انہیں اپنی ہی آخرت کی فکر نہیں ہے۔ ہر شخص اپنا خود فکر کرے شیعی مذہب رکھنے والا ہر شخص غور کرے کہ میرا آخرت میں کیا بنے گا۔ خود ساختہ عقیدے آرزوئیں اپنے تراشیدہ خیالات نجات کا ذریعہ نہیں ہو سکتے دین اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہے جو کچھ عقیدہ اور عمل آپ سے ثابت ہوگا۔ جس کی سند صحیح ہو وہی عقیدہ اور عمل اللہ کے ہاں معتبر ہے اور وہی ذریعہ نجات ہے۔ صدیوں سے حضرات علماء اہل سنت والجماعت شیعہ مذہب کے متبعین کو متنبہ کرتے رہے ہیں کہ تمہارے عقائد قرآن مجید کے مخالف ہیں ان حضرات نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں، اور مختلف طریقوں سے تقریراً و تحریراً ان کو بتایا ہے کہ تم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے دین پر بھی نہیں ہو اور باوجودیکہ ان کی کتابوں سے یہ سب باتیں ثابت کر دی جاتی ہیں پھر بھی اپنے انہی عقائد پر جامد رہتے ہو۔ جو انہیں ان کے آباؤ اجداد نے سمجھائے ہیں، یہ تقلید جاہلانہ ہے ہر شخص غور و فکر اور تدبر سے کام لے اور یہ غور کرے کہ میں جس دین پر ہوں کیا میرے پاس تقلید آباء کے سوا کوئی ایسی دلیل ہے جس سے میرا دین حق ثابت ہو سکے اور نجات دلا سکے۔ محض سنی سنائی باتوں سے اور آرزوؤں سے نجات نہیں ہو سکتی۔

یہود و نصاریٰ کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ جنت میں صرف ہم ہی داخل ہوں گے قرآن مجید میں ان کی اس بات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (اور انہوں نے کہا کہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہو گا مگر جو یہودی

ہو یا نصرانی ہو۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ لے آؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

قرآن کی تصریح سے معلوم ہوا کہ محض دعویٰ کرنے اور آرزو رکھنے سے جنت کا داخلہ نہ ہوگا۔ اس کے لئے دلیل ہونا لازم ہے۔ ہم شیعہ مذہب کے ہر شخص کو فکر و نظر کی دعوت دیتے ہیں کہ غور کرے کہ ہم جس دین پر ہیں۔ صحیح سند کے ساتھ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا کیا ثبوت ہے۔ اور اس پر رہتے ہوئے ہماری نجات ہونے کی کیا دلیل ہے۔ آخر میں ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ شیعیت کا ہر متبع اور داعی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے کہ مجھے اس دین پر چلا جو تیرے نزدیک حق ہے اور جو میرے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکے۔

یہ جو شیعوں کا طریقہ ہے کہ جو کوئی مصنف یا مقرر شیعوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تمہارے اپنے عقائد کے اعتبار سے تمہارا ایمان ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو وہ اس کو قتل کروانے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ کسی کو قتل کر دینے سے اپنا حق پر ہونا ثابت نہیں ہو جاتا کافروں نے بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو قتل کر دیا تھا اور مشرکین مکہ نے بعض صحابہؓ کو قتل کر دیا تو اس سے ان کا دین شرک اور کفر حق نہیں ہوگیا جیسا باطل تھا باطل ہی رہا سچی بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مذہب پر اعتراض کرے تو دلیل سے اس کو مطمئن کرنا لازم ہے۔ دلیل دینے کے بجائے قتل کر دینا تو دلیل سے عاجز ہونے اور مذہب کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ جب کسی شخص کے بارے میں شیعہ مجتہدین یا دوسرے زعما اور قائدین یہ مشورہ دیں کہ اسے قتل کر دیں تو شیعہ عوام کو اس سے سمجھ لینا چاہیے

کہ یہ لوگ دلیل سے عاجز ہیں۔ اور اپنے کو حق پر ثابت کرنے سے بھی عاجز ہیں پھر ایسے
لوگوں کا ساتھ کیوں دیا جائے۔ اور ان کے دین کو کیوں قبول کیا جائے۔ معاملہ آخرت کی
نجات کا ہے نہ کہ دنیا میں شور و شغب اور ہنگامہ آرائی کرنے کا۔ ممکن ہے کوئی شیعہ کسی
سادہ لوح مسلمان سے یوں کہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے تو آپ لوگ
بھی منتظر ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں ہمارا تمہارا اتفاق ہو گیا۔ ان کو جواب دینا چاہیئے کہ
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں تو
ہے لیکن وہ ان کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ ان کے تشریف لانے تک اس دین
سے محروم ہیں جو دین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اصل دین موجود ہے۔ جو ہمیں
حضرات صحابہ و تابعین کے ذریعہ ملا اور ہمارے ذمہ اس کی خدمت، اشاعت اور دعوت
ہے، امام مہدی علیہ السلام کے تشریف لانے تک ہمیں برابر دین کی خدمت کرتے رہنا ہے
ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا نہیں ہے اس لئے علماء اہل سنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو حفظ بھی کرتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو حفظ
کراتے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیریں لکھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں۔ حدیث شریف کی کتابوں
کی تعلیم دیتے ہیں۔ اپنا سلسلہ سند بواسطہ حضرات محدثین کرام و حضرات صحابہ عظام سیدنا
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام تشریف
لائیں گے تو وہ بھی بحیثیت ایک امتی کے اس دین اسلام کی خدمت میں شریک ہو جائیں
گے۔ جو حضرات اہل سنت والجماعت کے پاس ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی
قرآن کے حامل اور عامل ہوں گے۔ جو اہل سنت والجماعت کے پاس ہے اور ان احادیث
شریفہ کے موافق عمل کریں گے جو احادیث شریفہ اہل سنت والجماعت نے محفوظ

کر رکھی ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نہ تقیہ کریں گے۔ نہ اہل سنت سے علیحدہ ان کا کوئی دین ہوگا نہ حضرات صحابہ کرام سے انہیں بغض ہوگا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو شیعوں کے اپنے تراشیدہ خیالات ہیں۔ اہل سنت والجماعت ان سے بالکل بیزار ہیں۔ لہذا اس مسئلہ میں بھی شیعوں کے ساتھ کوئی اتفاق نہیں۔

پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شیعہ جس مہدی قائم بامر اللہ کے منتظر ہیں خود ان کی اپنی روایات میں اختلاف ہے کہ وہ پیدا ہوئے بھی ہیں یا نہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول الکافی کتاب الحجہ باب الغیبہ حدیث نمبر ۵ میں لکھتا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ (جعفر صادق) نے فرمایا وھو المنتظر وھو الذی یشك فی ولادۃ منھم من یقول مات ابوہ بلا خلف ومنھم من یقول حمل ومنھم من یقول انہ ولد قبل موت ابیہ بسنتین (یعنی جس کا انتظار ہے وہ وہی ہے جس کی ولادت میں شک کیا جائے گا کوئی کہے گا کہ حالت حمل میں اس کے والد کی وفات ہو گئی اور کوئی لڑکا نہیں چھوڑا اور کوئی کہے گا کہ وہ اپنے والد کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہو چکا ہوگا)۔

یہ کلینی نے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے کہلوایا ہے جس ولادت ہی میں شک ہے اس کے ظہور کا کیسے انتظار کیا جاتا ہے۔ کلینی کی کتاب باب الحجہ ہی سے ایک اور بات سنو اور وہ یہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اصبغ بن نباتہ سے فرمایا کہ میری پشت کی گیارہویں نمبر میں ایک لڑکا ہوگا وہ مہدی ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف کر دے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی ہوگی اس لڑکے کی غیبت ہوگی اور حیرت ہوگی کچھ لوگ اس میں گمراہ ہوں گے اور کچھ ہدایت پائیں گے۔ اس پر اصبغ نے سوال کیا کہ یا امیر المومنین کم تکون الحیرۃ والغیبۃ قال ستۃ

ایام او ستۃ اشھر او ستۃ سنین (میں نے عرض کیا امیر المومنین کہ یہ حیرۃ و غیبت کتنی مدت ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھ دن یا چھ ماہ یا چھ سال ہوگی۔
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنے مہدی منتظر کے غائب ہونے کی مدت بہت سے بہت چھ سال بتائی تھی لیکن ڈیڑھ ہزار سال کے قریب ہو رہے ہیں۔
ابھی تک تو ان کا ظہور ہوا نہیں۔ چونکہ یہ سب باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ اس لئے اس امام مہدی کا ظہور ہونا بھی نہیں جس کے شیعہ منتظر ہیں۔ جس کے پیدا ہونے ہی میں شک ہے وہ کیا ظاہر ہوگا۔ ان لوگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ غیوبت کی مدت اپنے پاس بڑھاتے رہے ہیں۔ جب دیکھا کہ اس کا ظہور ہوتا ہی نہیں تو پھر تاریخیں دینا بند کر دیا۔ اتباع ہویٰ جہاں ہو وہاں کوئی بات معقول نہیں ہوتی جو نفس میں آجائے یا زبان سے نکل جائے وہی اصحاب ہویٰ کا دین ہوتا ہے ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عوام اہل سنت سے گزارش ہے کہ جب کسی شیعی سے بات ہو تو ہماری یہ کتاب اس کو پڑھنے کو دیں اور اس سے ہر ہر بات کا جواب طلب کریں۔ اور کسی سے نہ دبیں۔ بعض عوام اہل سنت اس غلط فہمی میں ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ کلمہ گو مسلمان جس کا کوئی عقیدہ کفریہ نہ ہو ایسے تو منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے لیکن قرآن مجید نے پھر بھی ان کے بارے میں یہی فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں۔

ان فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید

ولقد تمت ھذہ الرسالۃ بتوفیق اللہ الملک العلام والحمد للہ علی التمام وحسن الختام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الانام وعلی آلہ وصحبہ وعلی من تبعھم باحسان الی یوم القیامہ۔

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ العلی العظیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حملۃ الدین القویم

رسالہ "شیعہ مذہب دین و دانش کی کسوٹی پر" لکھنے کے بعد خیال آیا کہ شیعہ مذہب والوں سے ایک اور ضروری بات بھی کرنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ جب سے شیعوں کی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں شائع ہو گئی ہیں اور علماء اہل سنت والجماعت بلکہ تمام عوام و خواص تک پہنچ گئی ہیں تو بطور اظہار حق انہیں کی کتابوں کے حوالے دے کر حضرات اکابر اہل سنت والجماعت نے شیعوں کا کفر ظاہر کر دیا اور اس سلسلہ میں تحریر اور تقریر کے ذریعہ خوب کھل کر ان کے کفریات کی نشاندہی کر دی۔ شیعوں کی کتابیں عام ہونے سے پہلے ان کے عقائد تقیہ کے غلیظ پردوں میں چھپے ہوئے تھے۔ اس لئے علمائے کرام عمومی طور پر تمام شیعوں کو کافر کہنے میں احتیاط کرتے تھے۔

اب شیعوں کو یہ بات بہت زیادہ ناگوار ہو رہی ہے کہ انہیں کافر کہا جا رہا ہے اصحاب حکومت اول تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان و کفر کا فرق نہیں جانتے اور جنہیں تھوڑا بہت علم ہے وہ اپنی حکومت کا بقاء چونکہ شیعوں کے راضی رکھنے میں سمجھتے ہیں اس لئے نہ صرف یہ کہ اظہار حق سے گھبراتے اور کتراتے ہیں۔ بلکہ جو علماء شیعوں کا کفر ظاہر

کرتے ہیں وہ بھی ان لوگوں کی نظروں میں معتوب رہتے ہیں اور شیعوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ جس کسی نے بھی ان کے کفر کو واضح کرنے کا بیڑہ اٹھایا اُسے قتل کروا دیں، جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ میں عرض کیا ہے کہ کسی کو قتل کر دینے سے قاتل کا دین حق نہیں ہو جاتا بعض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی قوموں نے قتل کر دیا۔ اس سے ان کی قوموں کا دین کفر حق نہیں ہو گیا دین حق وہی تھا جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا تھا۔ حق ظاہر کرنے والے کو قتل کر دینا اوچھا ہتھیار ہے اور حق ظاہر کرنیوالے کے سامنے عاجز ہونے کی دلیل ہے۔ شیعوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ لوگ حق پر ہیں تو خم ٹھوک کر سامنے آئیے اور دلیل سے جواب دیجئے۔

نیز اگر یہ آپ لوگوں کے عقیدے نہیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر حضرات اکابر اہل سنت آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں تو ان سے بغیر کسی تقیہ کے برأت ظاہر کیجئے۔ اور جن کتابوں میں یہ عقیدے ہیں ان کو ہمارے سامنے جلا دیجئے تاکہ مضبوط طریقے پر برأت ظاہر ہو جائے پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اہل سنت جب آپ لوگوں کا کفر ثابت کرتے ہیں۔ جو دلائل سے ثابت ہیں تو اس میں ناگواری کی کیا بات ہے آپ لوگ بھی تو اہل سنت والجماعت کو ان کے اکابر کو حضرات محدثین اور فقہاء کو اور تمام ائمہ اہل سنت کو حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔ لہٰذا بات تو دونوں طرف سے برابر ہے آپ لوگوں کی ناگواری بلاوجہ ہے۔ ہاں اتنی بات کا فرق ہے کہ اہل سنت والجماعت تقیہ نہیں کرتے آپ لوگ عوام اہل سنت کو مطمئن کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ہم تو صحابہؓ اور تابعین رحم کو اور آپ حضرات کو یعنی اہل سنت کو مسلمان سمجھتے ہیں یہ بات بطور تقیہ کہتے ہیں اور تقیہ میں بھی تقیہ ہے۔ اہل سنت کو مسلم تو کہہ دیتے ہیں (اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے

کہ ظاہر میں اپنے دعویٰ میں مسلمان ہیں، لیکن اہل سنت کو اور ان کے اکابر کو مومن اور اہل ایمان نہیں کہتے۔ فقط اہل ایمان شیعوں کے نزدیک اپنے ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے پس جب کہ اہلسنت تمہارے نزدیک مسلمان نہیں تو انہوں نے تمہارا کفر تمہاری کتابوں سے ظاہر کر دیا تو اس میں گلہ کیا ہے۔

جب علماء اہل سنت نے قادیانیوں کا کفر ظاہر کیا تو انہوں نے عامۃ المسلمین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ملا کا کام کافر بنانا ہی ہے جتنے بھی ملحد اور زندیق منکرین حدیث اور محرفین ہیں سب اس ہتھیار کو استعمال کرتے ہیں، شیعوں کو بھی اس اچھے ہتھیار کا پتہ ہے وہ بھی عوام اہل سنت کو اپنی جانب سے مطمئن کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ علماؤں کا کام یہی رہ گیا ہے کہ جو کلمہ گو ہو اسے کافر بتاتے ہیں واضح رہے کہ محض کلمہ گو ہونے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا کلمہ تو منافقین بھی پڑھتے تھے پھر بھی قرآن میں ان کو کافر فرمایا، اگر کسی کا بھی عقیدہ کفریہ ہو تو وہ کافر ہو گیا خواہ وہ ہزاروں مرتبہ کلمہ پڑھے۔

درحقیقت علماء کرام کسی کو کافر نہیں بناتے کفریہ عقائد اور کفریہ کلمات و مضامین کی وجہ سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ حضرات علماء کرام کافر بناتے نہیں کافر بتاتے ہیں۔ یعنی جو شخص خود کافر ہو گیا اسے اور اس کے معتقدین کو اور ساری امت کو یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ باعث کفریہ ہے اور اس کے ماننے والے کافر ہیں حضرات علماء کرام کا تو شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ دوزخ کے دائمی عذاب سے بچانے کے لئے تنبیہ کرتے ہیں۔ گمراہوں کا عجیب حال ہے کہ شکریہ کے بجائے کافر گری کا شکوہ لئے پھرتے ہیں جتنے بھی اہل باطل ہیں ان کو حضرات علماء اہلسنت سے بہت زیادہ دشمنی ہے بس چلے تو

انہیں کہاں کہاں جائیں۔ ان دشمنوں کو معلوم نہیں کہ حضرات علماء اہل حق کی آواز دینے والی نہیں ان کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ[1] (یعنی میری امت میں ہمیشہ ایسی ایک جماعت رہے گی جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگی جو شخص ان کو بغیر مدد کے چھوڑ دے گا۔ اور جو ان کی مخالفت کرے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اس حال میں موت آجائے کہ وہ اسی پر جمے ہوئے ہوں گے)

بہت سے فتنے اٹھے بڑے بڑے زندیق اور ملحد آئے۔ علماء اہل سنت و الجماعت نے سب کا الحاد و زندقہ ظاہر کیا اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جن حکومتوں نے ان کے دشمنوں کا ساتھ دیا وہ بھی پاش پاش ہوئیں، حق واضح ہو جانے کے باوجود جنہوں نے حق قبول نہ کیا وہ اپنی شقاوت سے زیغ اور ضلال اور گمراہی ہی میں رہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من الفتن و اصحابہا و نسئلہ تعالیٰ ان یحیینا علی دین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اماتنا علیہ ـــــــ واللہ الموفق والمعین

العبد

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

۱۰ شعبان ۱۴۱۱ھ

---

[1] رواہ البخاری و مسلم عن معاویہ رضی اللہ عنہ کما فی المشکوٰۃ ص۵۸۳